Department of Urdu
RLSY College, Ranchi

Urdu (H) / Paper-C-1

Novel Umrao Jan Ada / امراؤ جان ادا

* 'امراؤ جان ادا' اردو ناول نگاری میں بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ناول اپنی دلچسپ کہانی، مربوط پلاٹ، بہترین کردار نگاری، چست مکالموں، غیر معمولی پس منظر، پُراثر اسلوب اور منفرد نقطۂ نظر کے سبب اردو ناول نگاری میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

* بعض ناقدین کا خیال ہے کہ امراؤ جان ادا کا موضوع طوائف ہے جبکہ بعض دیگر کا یہ اصرار ہے کہ امراؤ جان ادا کا موضوع لکھنؤ کا معاشرتی زوال ہے۔ یہ دونوں ہی باتیں اپنی اپنی جگہ کسی حد تک صحیح ہیں کیونکہ اس ناول کی کہانی لکھنؤ کی معاشرت میں گویا ایک طوائف کے ارد گرد گھومتی ہے۔ یہ معاشرت ہمارے پدر مرکوز ضابطوں (Patriarchal set of social norms) میں استحصال کا شکار ہوتی ہوئی صنفِ نسواں کے مسائل کی عکاس بھی ہے۔

* 'امراؤ جان ادا' میں انسانی زندگی کے خارجی اور داخلی پہلوؤں میں ایک نیا ملا جلا امتزاج ہے۔ ناول کے ذریعے لکھنؤ کی تہذیبی اور تمدنی زندگی میں مشاعروں کی اہمیت کا بھی پتا چلتا ہے۔ اور امراؤ جان کی نفسیاتی حالت اور اس کے خیالات خود اسی کی زبانی معلوم ہوتے ہیں۔ امیرن سے امراؤ جان بننے تک ادا کی جو ساری نفسیاتی کیفیات رہی ہیں وہ بڑی فنکارانہ چابکدستی سے بیان کی گئی ہیں۔ ادا کی طبیعت کی شائستگی، رچا ہوا ادبی ذوق اور ایک خاص شریفانہ انداز اسے تمام طوائفوں میں منفرد کر دیتا ہے۔

DEPARTMENT OF URDU
RLSY COLLEGE, RANCHI

Urdu(H) - Paper - C-7

Ummid Ki Khushi / Sayed Ahmad

سرسید احمد خان کا انشائیہ 'امید کی خوشی'

* 'امید کی خوشی' سرسید کا ایک مشہور و معروف انشائیہ ہے۔ اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ دنیا امید پر قائم ہے۔ اور اسے انہوں نے مختلف واقعات و حکایات سے واضح کیا ہے۔
* وہ اس سلسلے میں فطرت کی خوبصورتی کا بیان کرتے ہیں اور قریبی مناظر سے زیادہ دور کے مناظر کو دلفریب قرار دیتے ہیں۔
* فطرت میں امید کو تلاش کرنے کے بعد وہ عقل کا بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عقل کا میدان اتنا وسیع نہیں کہ وہ ہمیں آنے والی خوشیوں کا یقین دلا سکے۔
* انشائیہ نگار نے مختلف انبیا سے منسوب واقعات کا ذکر بغیر ان کا نام لیے کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ تمام تر اذیتوں کو برداشت کرتے رہنے کے باوجود انبیائے کرام اپنی قوم کو سچائی کا راستہ دکھاتے رہے تو بس امید کے بل بوتے۔
* امید کے کارناموں کو بیان کرنے کے بعد سرسید قوم کی بھلائی سے وابستہ ذاتی کاوشوں اور تلخ تجربوں کا ذکر کرتے ہیں اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے امید کو ہی مشعل راہ قبول کرتے ہیں۔ وہ یہ پیغام دیتے ہیں انسان کو امید کا دامن کبھی نہ چھوڑنا چاہیے۔

SHORT NOTES ; MAIN POINTS

Department of Urdu
RLSY College, Ranchi

Urdu (H) - Paper - C-2 ; C6
Difference between Mazmoon & Inshaiya

مضمون اور انشائیہ کا فرق

* خیالات کے اظہار اور ان کے ترسیل کے اعتبار سے مضمون کو جدید نثر کی ایک مفید و مقبول صنف ادب شمار کیا جاتا ہے جس میں زندگی سے وابستہ تمام تر موضوعات پر قلم اٹھایا جاتا ہے۔

* ایک مختصر صنف ادب ہونے کے باوجود مضمون میں موضوع کا احاطہ بہت گہرائی و گیرائی کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس سے متعلق اہم نکات ایک تسلسل اور تنظیم کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

* مضمون کی زبان اور طرز ادا سادہ و سلیس ہونی چاہیے، ایک علمی سنجیدگی لازم ہے۔

* انشائیہ میں کسی موضوع پر شخصی تاثرات، مشاہدات اور تجربات کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں عبارت آرائی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

* انشائیہ نگار اپنے موضوع کو بیان کرتے ہوئے ایسا اسلوب اختیار کرتا ہے جس سے کہ پڑھنے والے کو تحریر میں لطف ملتا ہے۔ وہ بات سے بات پیدا کر کے خشک موضوعات کو بھی دلچسپ بنا دیتا ہے۔

* مضمون میں ابتدا سے لے کر اختتام تک ایک ہی خیال کو تسلسل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے جبکہ انشائیہ کے ہر پیراگراف میں عموماً ایک نیا خیال ملتا ہے۔ بظاہر اس منتشر خیالی کے باوجود انشائیہ میں ایک ربط باطنی موجود ہوتا ہے۔

SHORT NOTES

Department of Urdu
RLSY College, Ranchi

URDU (H) / Paper- C-5 ; AECC-1

Translation / ترجمہ نگاری

* دنیا میں رونما ہونے والے علمی، فنی، سائنسی اور تکنیکی انکشافات کا علم ہمیں ترجمے کے ذریعے ہی حاصل ہوتا ہے

* ترجمہ محض ایک زبان کے خیالات کو دوسری زبان میں پیش کر دینے کا نام نہیں بلکہ خیالات و احساسات کو اس ترتیب کے ساتھ منتقل کرنے کا کام ہے کہ مصنف نے کس جگہ پر زور دیا ہے، کہاں پر طنز ہے، کہاں پر محاورہ یا روزمرہ، یہ سب قاری پر منکشف ہو جائے۔

* ترجمے کے تین مقاصد ہیں ـــ معلوماتی، تہذیبی اور جمالیاتی

مترجم کا بنیادی مقصد نئی زبان کی وساطت سے معلومات کی ترسیل ہے، لہٰذا ترجمہ جتنا اصل سے قریب ہوگا معلومات کی ترسیل کا حق اتنا ہی بہتر طور پر ادا ہو سکے گا اور معلوماتی مقاصد پورے ہو سکیں گے۔ مترجم کا مقصد ایک تہذیب کے تصورات کو دوسری تہذیب کے پیکر میں ڈھالنے ہوتے ہیں۔ اس کا کام ایک زبان کے لفظ کو دوسری زبان کے لفظ سے بدلنا نہیں ہے بلکہ ایک تہذیبی معنویت کو دوسری تہذیبی معنویت میں ڈھالنا ہے۔

جمالیاتی سطح سے ترجموں میں کیفیت بنیادی جوہر ہے۔ اس کیفیت کو اصل کے کیفیت سے ہم آہنگ ہونا چاہئے۔ اعلیٰ ترین تخلیقی عمل جیسی ترجمے کے تینوں مقاصد کو کسی نہ کسی حد تک یکجا کر سکتی ہیں اور یہی اعلیٰ ترجمے کا معیار ہے۔

DEPARTMENT OF URDU
RLSY COLLEGE RANCHI

Urdu (H) - Paper- C-7

Jheengur Ka Janaza / جھینگر کا جنازہ

* خواجہ حسن نظامی نے اپنے اس مشہور و معروف انشائیہ میں انسانی معاشرہ سے وابستہ بہت سے اخلاقی مسائل کو لطف انداز میں پیش کیا ہے۔ انہوں نے اس کی بعض دکھتی رگوں پر اس طرح ہاتھ رکھا ہے کہ درد کے بجائے اسے گدگدی محسوس ہو اور یہی تو صنفِ انشائیہ کا وصفِ خاص ہے۔

* اسلام کے جید عالم محی الدین ابن عربی کی مشہور زمانہ کتاب فتوحاتِ مکیہ کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے حسن نظامی کہتے ہیں اس قسم کی دقیق کتابوں کو جھینگر بھی چاٹتے ہیں اور انسان بھی لیکن انہیں سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ وہ ہم کالجوں اور یونیورسٹیوں سے وابستہ افراد کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اصل چیز کتابوں کو سمجھنا اور ان پر عمل پیرا ہونا ہے ورنہ ہم انسانوں اور کتابی کیڑوں میں کوئی فرق نہیں۔

* پہلی جنگ عظیم میں جرمنی کے بادشاہ قیصر ولیم اور امریکی رئیس راک فیلر کے حوالے سے انہوں نے معاشرہ کے اس منافقانہ رویے پر بھی طنز کیا ہے کہ جہاں دنیا میں تباہی مچانے والے افراد کا جنازہ تو بڑی شان و شوکت سے نکالا جاتا ہے اور اس میں سب شریک ہونا چاہتے ہیں لیکن بے ضرر انسانوں کی قدر نہیں کی جاتی۔

Department of Urdu

RLSY College, Ranchi

Urdu (H) - Paper- 7 (Part-3)

Masnavi as a Genre / مثنوی بحیثیت صنف

* یہ لفظ عربی زبان کے لفظ مثنیٰ سے مشتق ہے جس کے معنی دو دو کے ہیں۔ اس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر شعر کا قافیہ دوسرے شعر کے قافیے سے مختلف ہوتا ہے۔ مثنوی کے اشعار ایک ہی بحر میں ہوتے ہیں۔ اس کی اسی ہئیتی تشکیل کے سبب اسے مثنوی کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ مثنوی ایک ہئیتی صنف ہے گرچہ اس میں تمام قسم کے موضوعات مثلاً اخلاقی، فلسفیانہ، عشقیہ وغیرہ تفصیل سے نظم کئے جاتے ہیں۔

* یہ پلاٹ، منظر نگاری، کردار، واقعہ نگاری اور زبان و طرز ادا جیسے پانچ اجزائے ترکیبی سے مل کر بنتی ہے۔

* اردو کی دیگر اصناف کی مانند مثنوی کی ابتدا بھی ایران میں ہوئی۔ شاہنامہ فردوسی اور مثنوی مولانا روم فارسی کی بے مثال مثنویاں ہیں۔

* اردو میں قدیم دکنی شعرا نے مثنوی کی داغ بیل ڈالی۔ دکن کے فخرالدین نظامی کی "کدم راؤ پدم راؤ" کو اردو کی پہلی مثنوی شمار کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں وجہی، غواصی، ابن نشاطی، نصرتی وغیرہ قابل ذکر شعرا ہیں۔

* شمالی ہند میں دیا شنکر نسیم کی گلزار نسیم، میر حسن کی سحر البیان اور مرزا شوق کی زہر عشق، اردو کی تین شہرہ آفاق مثنویاں ہیں۔